# حضرت میرزا محمود زرقانی کا لیکچر

## انٹرنیشنل فیلوشپ سن جانس کالج آگرہ

(۱۸ ستمبر ۱۹۲۴ء)

جناب میرزا محمود زرقانی حضرت عبدالبہاء کے پرائیویٹ سکرٹری رہ چکے ہیں حضرت عبدالبہاء کا سفرنامہ یورپ و امریکہ دو جلدوں میں آپ نے ہی مرتب کیا ہے۔ آپ ۱۹۰۳ء سے ہندوستان میں سات آٹھ سال تک رہے اور ۱۹۲۴ء میں آپ پھر وارد ہند ہوئے۔ انٹرنیشنل فیلوشپ کے اہل علم ممبروں کے سامنے آپکا جو لیکچر ہوا وہ درج کیا جاتا ہے میرزا صاحب فارسی میں تقریر فرماتے تھے اور انگریزی میں ترجمہ ہوتا جاتا تھا اور ساتھ ساتھ اردو ترجمہ لکھا جا رہا تھا

آغایان محترم۔ بندہ کے لئے کس قدر خوش قسمتی ہے کہ اس پر فضا وقت اور ہوادار مقام میں آپ حضرات کی خدمت کے لئے حاضر ہوا۔ میں گویا سب آگرے کو اپنے سامنے پاتا ہوں۔ کیونکہ شہر کا جوہر عنصر یہاں موجود ہے۔ یہ بات آپ حضرات کی پیشانیوں اور چہروں سے آشکار ہے۔ اِس لئے میں بہت شکرگذار ہوں۔ آپ حضرات خوب جانتے ہیں کہ ہم ایک نئے زمانہ میں ہیں۔ یہ عصرِ جدید علم کا زمانہ ہے تربیت کا زمانہ ہے۔ اُلفت و محبّت کا زمانہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر اساس خواہ روحانی ہو خواہ جسمانی ممکن نہیں کہ بغیر روابط کے قایم رہ سکے۔ گزشتہ زمانوں میں ممکن تھا کہ ایک مُلک دُوسرے مُلک سے روابط کے بغیر زندگی گذار سکے لیکن آجکل دُوسرے ممالک سے روابط قایم کئے بغیر زندگانی مشکل ہے۔ ہر شعبہ ہر ملک سے اپنی تجارت یا ادارے کے لئے دُنیا میں وسائط قایم کرنے پر مجبور ہے۔ روابط سیاسی بھی جو آجکل موجود ہیں پہلے ایسے کچھ بھی نہ پائے جاتے تھے اِسی طرح روابط تجارتی و صناعی و اقتصادی وغیرہ کا حال ہے۔ اگر روابط اسی طرح ترقی پذیر رہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام عالم

ایک شہر کی مانند ہو جائے گا۔ کیونکہ روابط بڑھنے سے الفت و یگانگت بڑھ جائے گی۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ تخمیناً ایک صدی ہوئی کہ ایران میں ایک امر ظاہر ہوا جس سے آپ سب حضرات واقف ہونگے تاریخ میں بھی آپ پڑھ چکے ہونگے۔ لیکن میں بانیہمہ مجملاً بیان کرتا ہوں جسوقت کہ ایران میں تمام ممالک کی بہ نسبت تعصب بہت زیادہ تھا۔ نیز دیگر ممالک بھی تعصب ملکی و جنسی میں غرق تھے۔

ظہور بہاء اللہ

ایسے زمانہ میں حضرت بہاء اللہ نے ظہور کیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جو اختلاف اقوام و ادیان میں ہے اُس کو دور کریں۔ اور اختلاف مذہبی دو قسم پر ہے ایک قسم تقالید ہیں جو علماء کے ذریعہ ظاہر ہوئیں۔ انبیاء کی طرف سے نہ تھیں چنانچہ اگر ہم ہر ملت کے افراد کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب سے پوری واقفیت نہیں رکھتے بلکہ بعض ایسے عقائد ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گئے ہیں اور لوگوں نے ان کو مذہب سمجھ لیا ہے جو مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ جب تک ہم اس قسم کے عقائد کو سلجھا نہ دیں ممکن نہیں کہ وحدت و الفت پیدا ہو سکے۔

دوسری قسم وہ اختلافی مسائل ہیں۔ جو فروعات ہیں جو اپنے وقت میں نہایت مناسب تھے لیکن ہر زمانہ میں ان کا مناسب ہونا غیر معقول ہے اسی لئے ہر عصر میں ان امور فرعی کی اصلاح ضروری تھی

حضرت باب اور حضرت بہاءاللہ کا پہلا مقصد یہی اصلاح ہے کیونکہ جب تک یہ دونوں امور یعنی تقالید اور امور فروعی اصلاح نہ پائیں دیگر اصلاحات غیر ممکن ہیں۔

مقصد عزیز | لہذا پہلے اسی مقصد عزیز کو بیان فرمایا ہے کہ تمام دین حقیقت میں ایک ہیں۔ اصول میں کچھ فرق نہیں۔ سب ایک مبدء (خالق) کے معتقد ہیں۔ کمالات انسانی کو سب مانتے ہیں اس لئے ارشاد کیا ہے کہ عالم انسانی کی وحدتوں میں سے

وحدتِ ادیان | ایک وحدتِ ادیان ہے۔ حقیقتاً تمام ادیان ایک ہیں۔ سب کے اصول ایک ہیں۔ اختلاف صرف جزئیات میں ہے۔ یہ جزئیات ہر دین میں مقتضیاتِ زمانہ کے لحاظ سے تھے جو اپنے وقت پر نہایت مناسب تھے۔ پہلے زمانوں میں اس قدر وسعت نہ تھی۔ نہ تجارت میں نہ سیاست میں نہ سیاحت میں مگر آج ہر شعبہ میں بہت وسعت ہو گئی ہے۔ آج نہایت ضروری طور پر لوگوں کو سمجھایا جائے کہ ہمارا سب کا مقصد جب اصول ادیان میں ایک ہی ہے تو کیا وجہ کہ ہم جدا جدا ہیں۔ کیوں ایک دوسرے کو تحقیر کی نظر سے دیکھیں۔

وحدت جنس | حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات میں سے ایک وحدت جنس ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ سب خدا کے بندے ہیں۔ سب ایک

کرّہ اور ایک عالم کے باشندے ہیں۔ خدا کا فیض سب پر یکساں ہے۔ خدا کا آفتاب سب پر چمکتا ہے۔ بارش سب پر ہوتی ہے۔ پھر تفاوت کیا؟ خدا کا فیض ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم سب سے محبت رکھیں۔ سب سے اتحاد کریں اس میں شک نہیں کہ عالم خلق میں تفاوت وحدت کے خلاف نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ درخت ایک ہوتا ہے لیکن اس میں مختلف تنے اور مختلف شاخیں ہوتی ہیں۔ لیکن درخت ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ امتیازات اس کی وحدت کے مخالف نہیں۔ یا مثلاً ہیکل انسانی ایک ہے مگر اعضاء متعدد ہیں۔ لیکن تعداد و اختلاف اعضاء مخالف وحدت نہیں ہیکل ایک ہی ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تعدد اعضاء ضروری ہے۔ اگر تمام جسم آنکھ ہی آنکھ ہو جائے۔ تو بہت نامناسب ہو۔ اسی طرح ایک عمارت میں مختلف چیزیں ہوتی ہیں۔ اگر تمام عمارت در ہی در ہو جائے تو عمارت بیکار ہو۔ انہی باتوں سے یہ نکتہ حل ہو گیا کہ اختلاف مانع وحدت نہیں

پس اسی طرح اقوام مختلفہ اور ادیان مختلفہ مانع وحدت نہیں ہیں بلکہ اگر کوئی ایسی قوت پیدا ہو جس کے زیر اثر سب لوگ ہوں تو بھی تنوع آراء باعث ترقی ہے مثلاً پارلیمنٹ کے تمام ممبر اگر ایک ہی رائے کے ہوں تو کچھ بھی ترقی نہ ہو۔ مگر تصادم افکار مختلفہ کاشف اسرار ہیں مانع وحدت نہیں ہیں۔

**وحدت اوطان** ازجملہ تعلیمات بہاءاللہ وحدت اوطان ہے۔ یہ تعلیم اس زمانہ میں تو خاصکر ضروری ہے۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں تو ممکن تھا کہ ایک ملک دوسرے ملک سے الگ رہ کر زندگی بسر کرسکے۔ مگر اب یہ ممکن نہیں۔ اور اگر اسی طرح ترقی جاری رہی تو آیندہ علیحدہ رہنا اور بھی مشکل ہو جائے گا

اس میں شبہ نہیں کہ ان روابط کا ہونا ضروری ہے۔ اس دنیا کی مثال ایک ملک کی ہے جس کے شہر اگر باہم متحد ہوں تو اچھا ہے نہ یہ کہ متفرق ہوں۔ اس حیثیت سے حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں کہ عالم ایک وطن ہے۔ ہمیں نہ چاہیئے کہ خطوط وہمی کی وجہ سے عالم میں تقسیم و تفریق کریں۔ ایسی تقسیم جو لڑائی جھگڑے کا سبب ہو۔ آج تمام ممالک میں سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ اپنے کو وطن پرست یا قوم پرست سمجھتے ہیں۔ اُسے مایۂ ترقی و تقدم جانتے ہیں۔ لیکن حضرت بہاءاللہ نے فرمایا کہ زحمت و مشقت کی پہلی بنیاد یہی ہے۔ کیونکہ ملکوں کے فوائد مختلف ہیں۔ تجارتی فوائد الگ الگ ہیں۔ زراعی فوائد علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سیاسی فوائد جُدا جُدا ہیں۔ اگر کوئی چاہے کہ اپنے وطن کی خدمت کرے ضرور ہے کہ دوسرے وطنوں کی مخالفت کرے۔ اور یہی پہلی بنیاد فساد ہے۔ لہذا فرمایا

لیس الفخر لمن یحب الوطن بل الفضل لمن یحب العالم وطن سے محبت کرنے والے کا فخر کچھ نہیں۔ تمام عالم سے محبّت رکھنے والے کے لئے فخر بجا ہے۔

لیس الفخر لحبکم انفسکم بل لحب ابناء جنسکم ۔ اپنی جانوں سے محبّت کرنا تمہارے لئے فخر نہیں بلکہ تمام ابنائے جنس سے محبّت کرنا فخر ہے اس وسیع دامن میں یہ بات ہے کہ اگر ہم عموم عالم کی خدمت کریں تو وطن کی خدمت خود اس میں آجاتی ہے کیونکہ وطن بھی تو عالم سے خارج نہیں۔ اِسی طرح خدمت اقوام میں اپنی قوم بھی آجاتی ہے کیونکہ وہ بھی اقوام عالم سے باہر نہیں۔ اگر خدمت عالم مُیسّر ہو جائے تو شک نہیں کہ وطن اور قوم کی خدمت بھی ہو جائے گی۔

میں اگر اِسی طرح کے مسائل پر گفتگو کروں تو بہت وقت چاہیئے اِس لئے اختصار بہتر ہے۔ خصوصًا آپ حضرات کے سامنے جو حقیقتِ کلام کو سمجھتے ہیں۔ لہذا بطور اختصار عرض کرتا ہوں۔

**وحدت سیاسی** ازجملہ تعلیمات بہاء اللہ ایک وحدت سیاسی اور تاسیس صلح عمومی ہے۔ فرماتے ہیں۔ آجکل حفظ عالم کے ذمہ دار بادشاہ و وزراء اور رؤساء ہیں۔ اگر ایک شخص اپنی ذاتی راحت سے الگ ہو کر خدمت عمومی کرے تو کس قدر باعثِ راحت ہو لیکن چاہیئے کہ پہلے اپنی آسایش کو فدا کر دے آخر اس کو بھی راحت مِل جائے گی کیونکہ اس کی نوع کو راحت مِلگئی جس کا ایک فرد وہ خود بھی ہے۔ اسی طرح سلطنت کا حال ہے اگر کوئی اپنی دولت و ثروت کو قربان کر دے تو ہم دیکھتے

ہیں کہ کس قدر امن اور راحت حاصل ہو جاتی ہے۔ لہذا حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔ بادشاہوں کو چاہیئے کہ ایک مجلس اقوام ترتیب دیں۔ ایک محکمہ کبریٰ قایم کریں۔ حدود ملک معین ہوں۔ الفت و آشتی کے قانون مدوّن ہوں۔ یہ مصارف جنگ۔ یہ اوقات عزیز اور یہ جانیں جو لڑائی میں کام آتی ہیں۔ یہ سامان جو محاربات میں خرچ ہوتا ہے آبادی عالم کے لیئے خرچ کریں تو دنیا کیسی بہشت بن جائے اس بارے میں حضرت بہاء اللہ نے بہت تاکید فرمائی ہے لیکن باوجود اس تاکید کے مذہبی کام کرنیوالے افراد کو سیاست میں دخل دینے سے روکا ہے۔

**مذہبی کارکن اور سیاست**

خاص طور پر یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ مذہبی خدمت کرنے والے ہوں۔ ان کا وظیفہ کلی روحانیت ہونا چاہیئے۔ وہ سیاست میں نہ پڑیں۔ اسی طرح سیاسی لوگوں کا کام صرف سیاست ہو انکو مذہب میں مداخلت نہ کرنی چاہیئے۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ یورپ کی تاریخ میں کس قدر لڑائیاں محض اس لیئے ہوئیں کہ سیاسی لوگ مذہب میں دخل دیتے تھے اور مذہبی لوگ سیاست میں مداخلت کرتے تھے۔ آجکل مشرق میں بھی یہ مشکلات درپیش ہیں اسی لیئے فرماتے ہیں کہ جس طرح مذہبی احکام کے خلاف کرنا گناہ ہے اسی طرح قانون گورنمنٹ کے خلاف کرنا بھی

مخالف امن ہے۔

**لسان عمومی** اسی طرح حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ باہمی سہولت کے لئے چاہیئے کہ روسائے عالم ایک زبان اور خط عمومی اختیار کریں خواہ نئی زبان اور خط ہو یا موجودہ زبانوں اور خطوں میں سے کوئی ہو ۔ جب ایک زبان منتخب کرلیں تو اس کو مدارس عالم میں جاری کریں۔

**وحدت حقوق رجال و نساء** حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم مرد و عورت کے حقوق کی وحدت ہے تعلیم نسواں مردوں کی طرح فرض ہے، بلکہ آجکل تو تعلیم و حقوق نسواں کا اجراء اہم تر ہے کیونکہ بچپن میں بچے جو کچھ گھروں میں عورتوں سے سیکھتے ہیں وہ باتیں ان کے دماغوں میں گھر کرلیتی ہیں اس مسئلہ کی بہت تفاصیل فرمائی ہیں۔ یہاں تک فرمایا ہے کہ عالم انسانی کی ترقی و پرواز کے لئے دو پروں کی ضرورت ہے ایک ترقی رجال دوم ترقی نساء ۔ اگر عورتیں ترقی نہ کریں تو ایسا ہے جیسے ایک بازو سے پرواز کرنا جو مشکل بلکہ محال ہے۔

**مطابقت دین و فلسفہ** حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک یہ تعلیم ہے کہ دینی عقائد و اصول علم و فلسفہ کے مطابق ہونے چاہئیں۔ دینی اصول فلسفہ کے بالکل خلاف نہیں ہیں۔ جن علماء نے فلسفہ کو دین کے

مخالف سمجھا ہے یہ ان کی غلطی ہے۔ ورنہ دین فلسفہ کے یا فلسفہ دین کے خلاف نہیں۔

اس بات کا نتیجہ یہ ہے کہ جس قدر مصنوعی عقیدے ہیں وہ سب اُٹھ جاتے ہیں۔ اب میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور نہ مقاصد تو اور بہت رکھتا ہوں۔

مقصود یہ کہ ہم سب بھائی ایک ہو جائیں کیونکہ ہم سب ایک ہی شاخ کے پتّے ہیں، ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں، ایک ہی باغ کے درخت ہیں، ایک ہی شہر کے باغ ہیں ایک ملک کے شہر ہیں، ایک دنیا کے ملک ہیں، ایک ہی کرہ کی دنیا، اور ایک فضاء لاتینا ہی کے بسنے والے ہیں، ہماری استعاری ہے کہ زنجیر کی کڑیوں کی مانند منسلک ہیں اگر جدا رہی تو زنجیر نہیں بن سکتی، ہمارے نزدیک شرق، غرب وجنوب شمال سیاہ سفید کا فرق نہیں ہونا چاہیئے، ہم صرف نوع بشر کو دیکھتے ہیں، حضرت عبدالبہاء نے ایک خوب تمثیل فرمائی ہے کہ یہ نفوس مختلف ایک گلزار کے مختلف پھول ہیں، جو رنگا رنگ ہونے کے باعث زینت چمن ہیں۔ اگر سب ایک ہی رنگ ہوں تو اتنی خوبصورتی نہیں ہو سکتی، میں تمام حضرات سامعین کا شکرگزار، بالخصوص جناب صدر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب صدر کی تقریر | انگریزی میں تھی جو دیر تک جاری رہی، جس میں موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ ہماری مٹنگ کا مقصد یہ ہے کہ ہم کس طرح بلکررہ سکتے ہیں، میں ممنون ہوں کہ جناب میرزا محمود نے اس مسئلہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا ہے کہ صداقت عام ہے، ہندوستان میں ان باتوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے، ہم مسرور ہیں کہ ہمیں ان خیالات کے سننے کا موقع ملا میں مُقرّر اور مترجم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

# کلام قرۃُ العین طاہرہ

گر بتو افتدم نظر چہرہ بچہرہ رو برو
شرح دہم غم تو را نکتہ بہ نکتہ مو بمو

از پئے دیدن رخت ہمچو صبا فتادہ ام
خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بہ کو

دور دہانِ تنگ تو عارض عنبرین خطت
غنچہ بغنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بو بہ بو

میرود از فراق تو خونِ دل از دو دیدہ ام
دجلہ بدجلہ یم بہ یم چشمہ بچشمہ جو بہ جو

مہر تو را دلِ حزیں بافتہ بر قماش جاں
رشتہ برشتہ نخ بنخ تار بتار پو بہ پو

در دلِ خویش طاہرہ گشت و نیافت جز ترا
صفحہ بصفحہ لا بلا پردہ بہ پردہ تو بتو

# موعود اقوام مصلح عالم

(از قلم ناشر نفحات ربّانی حضرت میرزا محمود زرقانی)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مذہب کے لوگ ایک ایسے موعود کے منتظر ہیں جو خدائے رحمٰن کی جانب سے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والا موعود کل ہے۔ اور اس وجود مقدس کی بعثت سے دین خداوندی کی تجدید ہوگی۔ نوع انسان کا اتحاد و بھائی چارہ، انسان کی روحانی ترقی، کمالات روحانی کا حصول اس ظہور موعود کے مقاصد ہونگے۔

ایسے موعود کے ظہور کی بشارتیں تمام آسمانی کتابوں میں مذکور ہیں۔ طرح طرح کی عبارتوں اور مختلف عنوانوں سے ہر امّت میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ قرآن و احادیث کے اشارات و بشارات میں یوم اللہ، قیام روح اللہ، اور ظہور مہدی، اسی مقصد کے مشہور عنوانات ہیں۔ انجیل میں آسمانی باپ، ابن آدم، اور ایلیا، کا آنا لکھا ہوا ہے۔ زرتشتیوں کی مقدس کتابوں میں "ہوشیدر ماہی" اور "شاہ بہرام"، کا ظہور مرقوم ہے۔ توراۃ میں "یہواہ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں "نش کلنک اوتار" اور "کرشن بھگوان" کا آنا مذکور ہے۔ عبارات اننا شتی دھنک واحد

یہ سب متعدد نام اور مختلف عبارتیں ایک ہی حقیقت کا بیان ہیں، یعنی وقت کے گذرنے اور زمانوں کے بدلنے سے، قانون قدرت اور لازمۂ خلقت کی بنا پر دینوں کی حقیقت فراموش ہو جائے گی۔ عرفان الٰہی کا اثر مفقود ہو جائیگا میل جول کی بجائے قوموں میں پھوٹ پڑ جائیگی روحانی آسائش گُم ہو جائے گی۔ مادّی آلائش بڑھجائیگی۔ زمانہ کی ضروریات بدل جائیں گی۔ عالم ہستی کی ترقیوں کے اسباب کچھ سے کچھ ہو جائیں گے تو وہ مظہر فیض یزدانی یعنی "مصلح عالم انسانی" جلوہ گر ہوگا۔ "مُربّی روحانی" ظاہر ہوگا۔ وہ تمام ادیان کے اصول کو زندہ کریگا۔ انسانوں کی کامیابی اور ترقی کی بنیادیں بلند کرے گا۔ روحانیت پھیلا دے گا۔ تمام دنیا کی اُمّتوں کو وحدت کے دسترخوان پر بلائیگا اور آسمانی خوان نعمت بچھائے گا۔

مگر افسوس کہ اس عظیم الشان مقصد اور جلیل القدر مقصود کو اہل مذاہب نے اپنے مذہبی سرداروں کے اُن من گھڑت خیالات میں اُلجھا دیا جو اصولِ مسائل الٰہیہ کے خلاف اور پاک کتابوں کے مطالب کی تحریف ہیں۔ ایسے ہی تقلیدی عقائد کے سبب ہر اُمّت کے لوگ بعد میں آنے والے نبیوں کی پہچان سے غافل و منکر رہے انھوں نے اپنے پُرانے طریق میں زندگی گذار دی۔ تقلید محض پرانے

رہے - ایسے لوگ کتب آسمانی کے اسرار اور معانی روحانی کے رموز سے بے بہرہ رہ گئے۔ جبھی تو عوام الناس خود پرست علماء کے زیر اثر رہے - اور اُن کے فتوے سے خدا کے برگزیدوں کا نہ صرف انکار کیا بلکہ انبیاء اور اولیاء کے قتل و غارت پر کمربستہ ہو گئے - چنانچہ قرآن مجید میں قیامت کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے ایسے ہی تقلید پرست لوگوں کی زبانی کہا گیا ہے -

| | |
|---|---|
| ربنّا انّا اطعنا سادتنا و کبرآئنا فاضلونا السبیلا ہ | اے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی بات مانتے رہے سو انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا - |

الغرض کتب انبیاء کی بشارات و آیات میں موعود آخر زماں کے ظہور کا ذکر بھرا پڑا ہے کہ اس کا امر تمام عالم میں پھیل جائے گا اس کا حکم تمام جماعتوں اور اُمتوں میں جاری ہو جائے گا - حضرت موسیٰ کا آنا، بنی اسرائیل کی تنظیم کے لئے تھا - حضرت مسیح، بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو ڈھونڈنے آئے تھے - حضرت زرتشت کا مقصد ایرانیوں کی عزتِ رفتہ کو دوبارہ قایم کرنا تھا - علمائے اسلام بھی آیت مبارکہ لیظہرہٗ علی الدّین کلّہٖ کو اسلام کے موعود آخر زماں پر چسپاں کرتے ہیں کہ جب وہ موعود آخر زماں آئے گا، تمام اہل

جہاں کو دین آلہی کی وحدت میں بلائے گا۔ اور خیمۂ صُلح عمومی کے سایہ میں جمع کرے گا۔ جیساکہ انبیاء کی کُتب میں ہے کہ اس روز قومیں کہیں گی کہ آؤ خُداوند کے مُقدّس پہاڑ (کرمل) پہ چلیں۔ اور ہدایت و نجات کی روشنی پائیں"۔ حضرت دانیال نے فرمایا ہے کہ اُس روز "زمین کے سونے والے جاگ اٹھیں گے۔ بعضے ابدی زندگی کے لئے اور بعضے پشیمانی و ذلّت کے لئے" دانیال کی اُس پیشین گوئی پہ جو اراضی مقدسہ (شام) میں قوموں کے جمع ہونے کی نسبت ہے، حضرت مسیح بھی مہرتصدیق لگاتے ہیں۔ اور ان دنوں کو آخری دنوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی فرمایا ویوم نبعث من کُلّ امتہ شہیداً کہ اس روز ہم ہر امّت میں سے گواہ کھڑے کریں گے۔ مسیح کے نزول ثانی کا انتظار بھی اراضی بیت المُقدّس سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ کے امر کی ندا پہلے پہلے ایران و عراق سے اور پھر اراضی مقدسہ اور جبل کرمل سے قوموں نے سُنی۔ اور آج ہر امّت اور ہر قوم میں ہدایت کے جھنڈے بلند ہیں۔ وحدت و اخوت کا ایسا وسیع خیمہ تنا ہوا ہے۔ جس کے سایہ میں ایک عالم روحانی خوشی اور آزادی ضمیر حاصل کر سکتا ہے۔ یورپ و امریکہ۔ ٹرکی

ایران - عرب و افریقہ، غرضیکہ تمام دنیا کے اہل بہاء ایک زبان ہو کر تمام اہل جہان کو ہر روز بشارت دیتے ہیں اور حضرت بہاء اللہ عزّ ذکرہٗ کے نام سے موعود اُمم کے ظہور کا مُژدہ سناتے ہیں۔ باوجودیکہ امر بہائی کی تاریخ پر ابھی ایک صدی بھی نہیں گذری۔ مشرق سے مغرب کے کناروں تک اُس کا اثر پہنچ گیا ہے۔"

## جناب کی خدمت میں یہ رسالہ تحفۂ محبّت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے

آج جس عظیم الشان امر کی خبر آپکو ملی ہے وہ فراموش کرنیکے قابل نہیں ہے۔ اس رسالہ کو پڑھکر آپ امر بہائی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنیکی کوشش فرمایئے اسی میں سب سے بڑی بہبودی ہے۔ بہائی لٹریچر عربی فارسی انگریزی میں موجود ہے دہلی یا بمبئی یا پونا سے منگا کر مطالعہ فرمایئے۔ اردو میں ماہوار رسالہ کوکب ہند دہلی سے نکلتا ہے۔ انگریزی میں دی بہائی ویکلی نمبر ۹ بیگلی روڈ لاہور سے شایع ہوتا ہے۔

(چند بہائی محافل کے پتے)

محفل مقدس روحانی۔ بندر روڈ کراچی۔ محفل مقدس روحانی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۸۴ بمبئی
محفل مقدس روحانی نیشنل ہوٹل پونا۔ محفل مقدس روحانی پوسٹ بکس نمبر ۲۹۹ رنگون
محفل مقدس روحانی۔ مکان نمبر ۱۹ اسٹریٹ نمبر ۳۴ مانڈلہ محفل مقدس روحانی پوسٹ بکس نمبر ۹۴۸ کلکتہ
"وفد بہائی" جو ملک میں دورہ کر رہا ہے اس سے ملکر آپ مکمّل تحقیقات کر سکتے ہیں۔